کشتی میں سوار ہیں اور کشتی کا رخ ایک طرف ہے پس للہ جھگڑے بکھیڑے چھوڑو اور ایک ہو کر بیٹھو۔

ہاں اگر کسی نے آپ کے کانوں میں یہ افسوں پڑھکر پھونکدیا ہو کہ اہلحدیث اماموں کے دشمن ہیں وہ اماموں اور مجتہدوں کو گالیاں دیتے ہیں ان کی توہین وحقارت کرتے ہیں اُن سے بغض وبیر رکھتے ہیں تو سنو اور کان کھولکر سنو۔ خود سنو اور دوسروں کو بھی سنادو کہ اہلحدیث اس شخص کو ملعون ومطرود خدا کی رحمت سے دور اور شیطان کا ساتھی سمجھتے ہیں جو ائمہ دین ومحدثین سے بغض وبیر رکھے ان کے حق میں بُرے الفاظ کہے انھیں حقارت اور توہین سے یاد کرے اور انکا دشمن ہو۔

آؤ اے اہلحدیثو! اور اے حنفیو! مل جل کر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر کاربند ہو جاؤ جو خود حنفی مذہب کی معتبر کتاب شامی میں موجود ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ یعنی صحیح حدیث شریف میں جو ہو وہی میرا مذہب ہے۔ فقط۔

کیا دہلی اور پنجاب وغیرہ کے لوگوں کو ایک روزہ قضا کرنا چاہیئے؟

اس دفعہ رمضان المبارک کا چاند کہیں پیر کو نظر آیا کہیں منگل کو اسلیئے بمبئی کے علاقہ میں پہلا روزہ منگل کا ہوا اور دہلی کے گرد ونواح میں بدھ کا روزہ ہوا۔ زاں بعد چرچا ہوا اور مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ جہاں جہاں کے باشندوں نے بدھ کا روزہ رکھا ہے وہ ایک روزے کی قضا کریں۔ ہمیں حیرت ہے کہ یہ خلاف حدیث فتویٰ اس زور شور اور تاکید کے ساتھ کیوں دیا جا رہا ہے حالانکہ حدیث سے ثابت شدہ فیصلہ یہ ہے کہ ہر جگہ کیلیئے وہیں کی رویت کا اعتبار ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد ہے صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ (متفق علیہ) یعنی چاند کے دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند ہو جانے پر عید مناؤ۔ اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے مطلع غبار آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔ دہلی میں پیر کے دن مطلع صاف تھا۔ ہزاروں نگاہیں چاند کی جستجو میں تھیں لیکن نظر نہ آیا . . . . . منگل کو چاند دکھائی دے گیا اہل دہلی نے بالاتفاق روزہ رکھا۔ اس درمیان میں دہلی کے آس پاس سے کہیں سے کوئی شہادت بھی نہ آئی پھر ان پر دوسری جگہ چاند ہو جانے سے فتویٰ لگانا یہ تو درست نہیں۔ اب دوسری جگہ کی چاند کی رویت یہاں نامعتبر ہونے کی روایت بھی سُن لیجیئے۔ حضرت ام الفضل رضہ حضرت کریبؓ کو اپنے ایک کام کیلیئے حضرت معاویہؓ کے پاس شام میں بھیجتی ہیں حضرت کریب فرماتے ہیں کہ وہاں ہم نے رمضان شریف کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا میں اپنا کام کر کے واپس لوٹا۔ یہاں میری باتیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہوری تھیں آپنے مجھ سے ملک شام کے چاند کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے کہا کہ وہاں چاند جمعہ کی رات کو دیکھا گیا ہے آپنے فرمایا تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا۔ سب نے بالاتفاق روزہ رکھا۔ خود جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے اور ہفتہ سے روزہ شروع کیا ہے۔ اب چاند ہو جانے تک ہم تو تیس روزے پورے کریں گے یا یہ کہ چاند نظر آ جائے میں نے کہا سبحان اللہ امیر معاویہؓ اور اہل شام کا چاند دیکھنا کیا آپ کو کافی نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم فرمایا ہے (مسلم ترمذی، نسائی، ابوداؤد وغیرہ) شام اور حجاز کی سرحد ملی ہوئی ہے لیکن شام کے چاند کا اعتبار حجاز میں نہیں کیا جاتا۔ اسی کو فرمان رسول اور شریعت کا مسئلہ بتلایا جاتا ہے۔ صحابہ کی بڑی جماعت مدینہ شریف میں موجود ہے بالاتفاق یہاں ہفتہ کا روزہ ہوا ہے سچی خبر بلا تردید

پہنچتی ہے کہ ملک شام میں ایک روز پہلے چاند دیکھا گیا وہاں بالاتفاق روزہ ایک دن پہلے کا ہوا لیکن مدینے کے صحابہؓ کے اجماع سے وہاں کے چاند کی رویت کا اعتبار یہاں کیلئے نہیں کیا جاتا۔ یا تو عمل اہلِ مدینہ کو حجت بتلایا جاتا ہے یا آج اس کی اس مسئلہ میں کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ الغرض اجماع صحابہ اور حکم نبیؐ سے یہ ثابت ہے کہ دور دراز جگہ کی رویت ہلال دور دراز جگہ والوں کیلئے معتبر نہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ جب اختلافِ مطالع کا کوئی اثر ہی نہیں تو سنئے۔ سارے ملک حجاز میں امسال پہلا روزہ پیر کے دن کا ہوا ہے ہمارے سامنے اسوقت مکہ شریف کا اخبار ام القریٰ رکھا ہوا ہے جسمیں تحریر ہے قد ثبتت رویۃ الھلال فی ھذہ المملکۃ لیلۃ الاثنین الماضی آگے تحریر ہے ان الصیام فی مصر و فلسطین کان ابتداء من یوم الاثنین یعنی مملکت حجاز و نجد میں اتوار کے دن چاند نظر آیا اور بالاتفاق پیر کے دن کا پہلا روزہ ہوا۔ اسی طرح فلسطین اور مصر میں بھی پہلا روزہ پیر کے دن کا ہوا۔ دہلی اور پنجاب والوں کا پہلا روزہ ہوا ہے۔ بدھ کا اہل بمبئی وغیرہ کا پہلا روزہ ہوا ہے تو چاہیئے کہ یہ ایک روزہ قضا کریں اور اہل پنجاب دو روزے قضا کریں۔ فلاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اب دہلی وغیرہ کے علماء بتلائیں کہ اس صورت میں وہ دو روزوں کی قضا کا حکم کیوں نہ دیں؟ یاد رکھو اگر مطلع کے اختلاف کو نظر انداز کر دیا گیا تو کبھی اٹھائیس اور کبھی اکتیس روزے ہوں گے جو نہ صرف شریعت کے بلکہ عقل کے بھی خلاف ہونگے۔ مطلع کے اختلاف کو مدنظر نہ رکھنے والے بتلائیں تو سہی کہ کیا بمبئی اور کلکتہ اور کابل میں سورج کا غروب اور زوال دہلی والوں کیلئے مغرب اور ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے معتبر مانا جائیگا کیا وہاں کے زوال پر ہم یہاں ظہر پڑھ سکتے ہیں؟ اگر ہاں کہو تو سورج دیکھتے ہوئے غروب میں آدھ گھنٹے کے قریب باقی رہتے ہوئے تمہیں یہاں نماز مغرب پڑھنی پڑیگی۔ اور اگر انکار کرو تو فرق مطلع معتبر مانا گیا پھر ہمیں موجودہ صورت میں ایک روزے کی قضا کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ وہی صحیح ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس حضرت قاسم بن محمد حضرت سالم بن عبداللہ حضرت عکرمہ حضرت اسحٰق بن راہویہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ ہر شہر والوں کیلئے وہیں کی رویت کا اعتبار ہے ہاں آس پاس کا رقبہ اسی میں داخل ہے بلکہ امام ترمذیؒ تو اہلِ علم کا یہی مذہب نقل کرتے ہیں اور کوئی بیان ہی نہیں فرماتے۔ امام ابن عبدالبرؒ تو فرماتے ہیں۔ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ لَا تُرَاعَى الرُّؤْيَةُ فِيمَا بَعُدَ مِنَ الْبِلَادِ كَخُرَاسَانَ وَالْأَنْدَلُسِ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ دور دراز کے شہروں میں چاند دیکھا جانا یہاں کیلئے معتبر نہیں جیسے خراسان اور اندلس وغیرہ۔ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی تبویب کی ہے لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ ہر شہر والوں کیلئے وہیں کی رویت معتبر ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَالصَّحِيحُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا أَنَّ الرُّؤْيَةَ لَا تَعُمُّ النَّاسَ ایک جگہ چاند نظر آجانا سب کیلئے معتبر نہیں بَلْ تَخْتَصُّ بِمَنْ قَرُبَ عَلَى مَسَافَةٍ لَا تُقْصَرُ فِيهَا الصَّلٰوةُ بلکہ صرف وہیں تک اس کا اعتبار ہوگا جہانتک جانے سے نماز کو قصر کرنا نہیں آتا۔ الغرض اس مسئلہ میں صحیح فیصلہ صحابہؓ کا اور حدیث کا یہی ہے کہ مطلع کا اختلاف معتبر ہے۔ ہر جگہ کیلئے وہیں کے چاند دیکھنے کا اعتبار ہے۔ اس کا خلاف دلیل کا خلاف ہے۔ پس جہاں چاند نہیں ہوا ان پر روزے کی قضا محض اس وجہ سے کہ کسی دور دراز جگہ چاند ہو گیا بالکل غلط اور خلافِ حدیث ہے واللہ اعلم۔

(مولانا) محمد (صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی)

(ہاتھرہ ہندوراؤ)